باب#۱۱۵

قصہ آدمؑ و ابلیس

سورۃ البقرۃ [۳۰تا۳۹]

۸۶ قرآن مجید میں آدم علیہ السلام کے قصے کی غرض و غایت

۸۸ بڑائی کا گھمنڈ، تکبّر اور انانیت

۸۹ آدم علیہ السلام کا زمین پر آنا کوئی سزا نہیں تھی

باب#۱۱۵

قصہ آدمؑ و ابلیس

سورۃ البَقَرَۃ [۳۰تا۳۹]

قرآن مجید میں آدم علیہ السلام کے قصے کی غرض وغایت

باب#۱۱۲ میں [صفحہ: ۴۹] سورۃ البَقَرَۃ کی ۲۹ویں آیت پر گفتگو یوں مکمل ہوئی تھی: "اگلے رکوع میں انسان کی تخلیق کے نقطہ آغاز کی تاریخ کا ایک منظر بیان ہوا ہے۔ جس سے معلوم ہوتا ہے کہ ابلیس کی نافرمانی وبغاوت کا روّیہ محض تکبّر کی بنیاد پر تھا۔"

یہی تکبّر ہے جو آج رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مقابلے میں یہود کی سرکشی کا سبب بن رہا ہے۔ قرآن مجید میں یہ قصہ نہ صرف خالقِ کائنات کی جانب سے آغازِ کائنات کی وہ تفصیل مہیا کرتا ہے جو ہمیں کسی اور ذریعے سے نہیں مل سکتی بلکہ یہ یہود کے طرزِ عمل پر بھی چسپاں ہو جاتا ہے اور اُن کو لاجواب کر دیتا ہے۔ آیئے خالق کی زبانی آغازِ تخلیقِ انسانیت کے واقعے کی تفصیل کا مطالعہ کرتے ہیں:

وَ اِذْ قَالَ رَبُّكَ لِلْمَلٰٓئِكَةِ اِنِّیْ جَاعِلٌ فِی الْاَرْضِ خَلِیْفَةً ؕ قَالُوْۤا اَتَجْعَلُ فِیْهَا مَنْ یُّفْسِدُ فِیْهَا وَ یَسْفِكُ الدِّمَآءَ ۚ وَ نَحْنُ نُسَبِّحُ بِحَمْدِكَ وَ نُقَدِّسُ لَكَ ؕ قَالَ اِنِّیْۤ اَعْلَمُ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ ﴿۳۰﴾ اور یاد کرو جب کہ تمھارے رب نے فرشتوں سے کہا تھا کہ میں زمین پر اپنی جانب سے ایک خلیفہ مقرر کرنے والا ہوں۔ انھوں نے کہا: کیا تو زمین میں کسی ایسے کو مقرر کرنے والا ہے، جو زمین میں فساد کرے اور خون بہائے[۳۰] تیری تسبیح اور پاکیزگی تو ہم بیان کر ہی رہے ہیں۔ اللہ نے جواب دیا کہ میں جانتا ہوں، جو کچھ تم نہیں جانتے ○ وَ عَلَّمَ اٰدَمَ الْاَسْمَآءَ كُلَّهَا ثُمَّ عَرَضَهُمْ

---

۳۰ فرشتے آدم کی تخلیق کے شاہد تھے اور جو کچھ بھی اللہ نے انھیں علم عطا کیا تھا، اُس کی بنیاد پر وہ جان گئے کہ مٹی سے تیار کی گئی مخلوق کے اندر کیا کیا اوصاف وصلاحیتیں اور خرابیاں ممکن ہو سکتی ہیں، اُنھوں نے اپنے محدود علم کے ساتھ یہ خدشہ ظاہر کیا کہ یہ مخلوق فساد اور خوں ریزی کرے گی، اور زمین پر انسان کے انسانوں پر ظلم اور آپس کی جنگوں کی تاریخ شاہد ہے کہ فرشتوں کی بات صحیح بھی تھی اور اللہ تعالیٰ نے اُن کے اس خدشے کا

عَلَى الْمَلٰٓئِكَةِ ۙ فَقَالَ اَنْۢبِـُٔوْنِيْ بِاَسْمَآءِ هٰٓؤُلَآءِ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ﴿۳۱﴾ اس کے بعد اللہ
نے آدمؑ کو ساری چیزوں کے نام [terminologies of all disciplines] سکھائے[۳۱]، پھر ان
چیزوں کو فرشتوں کے سامنے پیش کیا اور فرمایا کہ اگر تمھارا گمان صحیح ہے کہ آدمؑ کے تقرر سے فساد و
خوں ریزی ہو گی تو ذرا ان چیزوں کے نام بتاؤ کہ جن کے جاننے پر انتظامِ دنیا کا انحصار ہے ○ قَالُوْا
سُبْحٰنَكَ لَا عِلْمَ لَنَآ اِلَّا مَا عَلَّمْتَنَا ؕ اِنَّكَ اَنْتَ الْعَلِيْمُ الْحَكِيْمُ ﴿۳۲﴾ فرشتوں نے اپنے
موقف کی غلطی جان لی اور کہا تیری ذات پاک ہے اِس بات سے کہ تو کوئی غلط کام کرے، ہمیں تو
صرف اتنا ہی علم ہے، جتنا آپ نے عنایت کیا ہے، بلا شبہ تو ہی علم والا اور اپنے ہر کام کی حکمت
جاننے والا ہے ○
قَالَ يٰٓاٰدَمُ اَنْۢبِئْهُمْ بِاَسْمَآئِهِمْ ۚ فَلَمَّآ اَنْۢبَاَهُمْ بِاَسْمَآئِهِمْ ۙ قَالَ اَلَمْ اَقُلْ لَّكُمْ اِنِّيْٓ
اَعْلَمُ غَيْبَ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ ۙ وَ اَعْلَمُ مَا تُبْدُوْنَ وَ مَا كُنْتُمْ تَكْتُمُوْنَ ﴿۳۳﴾ پھر اللہ
نے آدمؑ سے کہا کہ ذرا تم اِن فرشتوں کو اِن چیزوں کے نام تو بتاؤ! جب آدمؑ نے فرشتوں کو اُن تمام
چیزوں کے نام بتا دیے، تو اللہ نے فرشتوں سے کہا کہ میں نے تم سے نہ کہا تھا کہ زمین اور آسمان کی تمام
پوشیدہ حقیقتوں [غیب] کو میں ہی جانتا ہوں اور میرے علم میں ہے جو تم ظاہر کرتے ہو اور اُسے بھی میں
جانتا ہوں، جو تم چھپاتے ہو ○

انکار بھی نہیں کیا تھا۔ مگر علم میں اُس کی برتری کے ساتھ نیکی اور اللہ کے کلمے کی سربلندی کے لیے جو کارنامے انسان نے سر انجام دینے تھے وہ فرشتوں کے علم میں نہ تھے۔ اللہ تعالیٰ اپنی حکمتوں کو زیادہ جاننے والا تھا، اللہ تعالیٰ نے یہی کہا کہ "میں جانتا ہوں، جو کچھ تم نہیں جانتے"

۳۱ دنیا کے سارے علوم و فنون اُن کے ناموں سے مرتب ہوتے ہیں، قرآن ہو یا حدیث، طب ہو یا انجینیرنگ، کمپیوٹر سائنس ہو یا خلائی علوم؛ تمام علوم کو جاننے کے لیے اُس نوعِ علم کی اصطلاحات کا جاننا ضروری ہے۔ انسان کو ساری کائنات پر حکومت کرنے اور اللہ کی خلافت کا حق ادا کرنے کے لیے علم الاسما terminologies درکار تھا جو اللہ نے اُسے عطا کیا۔ فرشتوں کو اُن کی ساری اطاعت گزاری اور عبادت، حمد و تسبیح کے باوجود یہ علم نہیں دیا گیا تھا۔ اللہ تبارک و تعالیٰ نے فرشتوں کے سامنے انسان کی علمی برتری کو ثابت کیا اور فرشتوں پر یہ بات مستحکم کر دی کہ وہ سب کچھ نہیں جانتے، سب کچھ صرف اللہ ہی جانتا ہے۔

بڑائی کا گھمنڈ، تکبّر اور انانیت

بڑائی کا گھمنڈ، تکبّر اور انانیت وہ بری بلائیں ہیں، جو کسی کو اُس کے مرتبے سے گرا کر رسوا کرتی ہیں، بڑائی صرف اللہ کے لیے ہے، اللہ اکبر۔ تکبّر میں مبتلا شخص حق کے آگے سر جھکانے میں ناکام رہتا ہے۔ اس تکبّر نے ابلیس کو بغاوت اور انکار پر آمادہ کیا اور یہی تکبّر تھا جو اِن آیات کے نزول کے وقت یہود کے لیے انکار و بغاوت کا سبب بنا تھا۔ اپنے نزول کے وقت یہ پورا تذکرہ یہود پر صادق آرہا تھا، اُن کو یہ پیغام تھا کہ ابلیس کا سا متکبّرانہ روّیہ اختیار نہ کریں۔

اگلی آیت پر تدبر کی نگاہ ڈالنے کے لیے ضروری ہے کہ جس مقام اور جس زمانے میں [زمان و مکاں] قرآن مجید کے یہ اجزا نازل ہو رہے ہیں وہ لازماً پیشِ نظر رہیں۔ اگلی آیت میں ابلیس کے تکبّر کا تذکرہ ہے جس نے اُسے نافرمانی و بغاوت پر آمادہ کیا تھا۔ اِس واقعے کو بیان کر کے مدینے میں بسنے والے یہود کو جو اُس واقعے سے بخوبی واقف تھے، جہاں ایک طرف تکبّر چھوڑ کے دینِ اسلام کی طرف پلٹ آنے کی دعوت دی جا رہی ہے، وہیں دوسری جانب یہ آیہ مبارکہ اہلِ ایمان کے سامنے یہود کے طرزِ عمل کا تجزیہ بھی ہے۔ احیائے دین کا کام کرنے والوں کے لیے آج بھی بڑا ضروری ہے کہ وہ اپنے مخاطبین کو پہچانیں کہ کس کو دلیل سے قائل کرنے کی ضرورت ہے اور کون لوگ سب کچھ جاننے کے باوجود اپنے جھوٹے استکبار کی بنا پر آمادہ بغاوت ہیں اور راہِ راست پر آنے کے محدود امکانات رکھتے ہیں۔

وَ اِذْ قُلْنَا لِلْمَلٰٓىِٕكَةِ اسْجُدُوْا لِاٰدَمَ فَسَجَدُوْٓا اِلَّآ اِبْلِيْسَ ؕ اَبٰى وَ اسْتَكْبَرَ ٝ وَ كَانَ مِنَ الْكٰفِرِيْنَ ﴿۳۴﴾ اور جب ہم نے فرشتوں کو حکم دیا کہ آدمؑ کے آگے جُھک جاؤ[۳۲]، تو سب جُھک گئے، مگر ابلیس نے اپنی بڑائی کے گھمنڈ میں انکار کر دیا اور نافرمانوں میں شامل ہو گیا ○ وَ قُلْنَا يٰٓاٰدَمُ اسْكُنْ اَنْتَ وَ زَوْجُكَ الْجَنَّةَ وَ كُلَا مِنْهَا رَغَدًا حَيْثُ شِئْتُمَا ۠ وَ لَا تَقْرَبَا هٰذِهِ الشَّجَرَةَ فَتَكُوْنَا مِنَ الظّٰلِمِيْنَ ﴿۳۵﴾ پھر ہم نے آدمؑ سے کہا کہ تم اور تمھاری بیوی، دونوں جنت میں رہو اور یہاں فراغت کے ساتھ، جہاں کہیں سے چاہو کھاؤ، مگر اس درخت کے پاس تک نہ جانا، ورنہ

۳۲ یہ کارکنانِ قضاو قدر کو انسانیت کے آگے تعظیماً جھکنے کا حکم، زمین پر اُس کو اپنے ارادے و اختیار سے کام کرنے میں مدد کرنے کا اشارہ تھا کہ اب زمین اُس کے حوالے کی جا رہی تھی۔

ظالموں [نافرمانوں] میں شمار ہو جاؤ گے ۳۳ ○ فَاَزَلَّهُمَا الشَّيْطٰنُ عَنْهَا فَاَخْرَجَهُمَا مِمَّا كَانَا
فِيْهِ ۪ وَ قُلْنَا اهْبِطُوْا بَعْضُكُمْ لِبَعْضٍ عَدُوٌّ ۚ وَ لَكُمْ فِي الْاَرْضِ مُسْتَقَرٌّ وَّ مَتَاعٌ اِلٰى حِيْنٍ
﴿۳۶﴾ [ابلیس] شیطان نے آدمؑ اور اُس کی بیوی ، دونوں ہی کو ورغلایا اور ممنوعہ درخت کی جانب
ترغیب دے کر دونوں کو ہماری مثالی کامل اطاعت سے سے کچھ بھٹکا سا دیا اور ان کو اُس عیش و آرام
سے نکلوا چھوڑا جس میں وہ تھے۔ ہم نے آدمؑ اور ابلیس سے کہا کہ اب تم سب یہاں سے زمین پر
اُتر جاؤ، تم ایک دوسرے کے دُشمن ہو اور تمھیں ایک مقررہ وقت تک زمین پر رہنا اور گزر بسر کرنی
ہے ○ فَتَلَقّٰۤى اٰدَمُ مِنْ رَّبِّهٖ كَلِمٰتٍ فَتَابَ عَلَيْهِ ؕ اِنَّهٗ هُوَ التَّوَّابُ الرَّحِيْمُ ﴿۳۷﴾ پھر آدمؑ
نے اپنے رب سے معذرت و معافی کے چند کلمات سیکھ ۳۴ کر توبہ کی، تو اللہ نے اُس کو معاف کر دیا۔ بلا
شبہ وہی توبہ قبول کرنے والا اور رحم کرنے والا ہے ○

آدم علیہ السلام کا زمین پر آنا کوئی سزا نہیں تھی

زمین پر انسان کو بھیجنا اللہ تعالیٰ کے اصل منصوبے کا حصہ تھا، اُس کو پیدا ہی زمین کی خلافت کے لیے کیا گیا تھا، یہ بات فرشتوں کو معلوم تھی۔ جب اللہ تعالیٰ نے ارادہ ظاہر فرمایا کہ إِنِّي جَاعِلٌ فِي الْأَرْضِ خَلِيفَةً۔ تو اُنھوں نے اسی معلوم حقیقت کی بنیاد پر تخلیق سے پہلے ہی خدشہ ظاہر کیا تھا کہ وہ زمین پر فساد و خوں ریزی کا باعث ہو سکتا ہے۔

۳۳ یہ کون سا درخت تھا اس کی تفصیل قرآن نے نہیں بتائی، لہذا اِس کا کھوج لگانا ایک غیر ضروری کام ہے۔

۳۴ قرآن دوسرے مقام پر توبہ کے اِن کلمات کو بیان کرتا ہے:

قَالَا رَبَّنَا ظَلَمْنَآ اَنْفُسَنَا ۫ وَ اِنْ لَّمْ تَغْفِرْ لَنَا وَ تَرْحَمْنَا لَنَكُوْنَنَّ مِنَ الْخٰسِرِيْنَ
﴿سُوْرَةُ الْاَعْرَاف: ۲۳﴾ دونوں بول اُٹھے ”اے ہمارے رب! ہم نے اپنے اوپر ظلم کیا، اب اگر تُو نے ہماری مغفرت نہ کی اور رحم نہ کیا تو یقیناً ہم تباہ ہو جائیں گے۔

بعض نادانوں نے ایسی کہانیاں گھڑ لی ہیں کہ [نقلِ کفر کفر نباشد] آدم علیہ السلام نے عرش پر کسی کا نام لکھا دیکھا تو اُس نام کے واسطے سے اللہ سے اپیل کی، تو اللہ تعالیٰ نے معاف فرما دیا......... یہ سب من گھڑت ہے، توبہ جن الفاظ سے مانگی گئی، اللہ نے اُن کو قرآن میں بیان کر دیا، قرآن کے خلاف بیان کردہ ہر بات خواہ کسی نے گھڑی ہو، غلط ہے۔

اس بات کے واضح ہو جانے کے بعد اُس مشہور بات کا بے بنیاد ہونا ثابت ہو جاتا ہے کہ "انسان کی زمین پر آمد، اُس کی غلطی کی بنا پر بطور سزا کے ہوئی" ہر گز نہیں۔ اُس کی توبہ قبول ہوئی اور اگر وہ امتحان میں کام یاب ہو جاتا اور شیطان کے بہکائے میں نہ آتا تب بھی اُسے زمین پر ہی اترنا تھا۔ جب وہ زمین پر بھیجا گیا تو پورے اکرام کے ساتھ نبی بنا کر بھیجا گیا نہ کہ معتوب مجرموں کی مانند؛ آدم علیہ السلام کے جنت سے نکال کر سزا کے طور پر زمین کی جانب بھیجے جانے کے سارے قصے جھوٹے اور غلط مفروضوں اور کم علمی کی بنیاد پر ہیں۔

قُلْنَا اهْبِطُوْا مِنْهَا جَمِيْعًا ۚ فَاِمَّا يَاْتِيَنَّكُمْ مِّنِّيْ هُدًى فَمَنْ تَبِعَ هُدَايَ فَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ ﴿۳۸﴾ ہم نے کہا کہ اب تم سب یہاں سے زمین پر اُتر جاو، پھر جب بھی میری طرف سے کوئی ہدایت تمھارے پاس آئے تو اُس کی پیروی کرنا، جو لوگ میرے احکام کی اتباع کریں گے، ان کو انجامِ کار نہ کوئی خوف ہوگا اور نہ کسی غم اور افسوس کا موقع ہوگا ○ وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَكَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَآ اُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ النَّارِ ۚ هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ ﴿۳۹﴾ اور جو لوگ میری آیات و ہدایات کا انکار اور رسولوں کی تکذیب کریں گے، وہ لوگ آتشِ دوزخ کا ایندھن بنیں گے، جہاں وہ ہمیشہ رہیں گے ○ ۴۶ ۴۶

☆☆☆☆☆